5 پاکستان میں صارفی مالکاری کا جائزہ

حالیہ برسوں کے دوران صارفی مالکاری کے جزدان میں ہونے والی تیز رفتار نمو سے ایک بحث چھڑ گئی ہے۔ اس بحث میں صارفی مالکاری کو معیشت میں صرفے پر مبنی نمو کا مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ عام تصور یہی ہے کہ صارفی مالکاری نے مالی فہم وفراست سے نسبتاً عاری صارفین کے لیے مسائل پیدا کیے ہیں۔ اس باب میں اس جیسے بعض غلط تصورات کا اعداد وشمار اور شواہد کی روشنی میں جائزہ لیا جائے گا نیز، شرح سود بڑھانے میں صارفی قرضوں کے حساس کردار پر بھی گفتگو کی جائے گی۔ رائج عالمی معیارات کے لحاظ سے پاکستان کے گھریلو شعبے میں قرضوں کا استعمال بہت کم ہے جبکہ شعبہ بینکاری سامنے آنے والے خطرات سے عمدگی کے ساتھ نمٹتا رہا ہے۔

صارفی مالکاری دنیا بھر میں، خصوصاً مستحکم معیشت والے ملکوں میں ایک آزمودہ مالی طریقہ کار ہے۔ ان ملکوں کے بینک قرضوں میں صارفی مالکاری کا اچھا خاصا حصہ ہوتا ہے۔ تاہم، پاکستان کی بینکاری میں صارفی مالکاری ایک نسبتاً نیا تصور ہے کیونکہ قرضہ دینے میں، بینک کی توجہ روایتی طور پر کارپوریٹ سیکٹر اور سرکاری شعبے کے اداروں پر رہی ہے۔ دو معروف غیر ملکی بینکوں نے 90ء کی دہائی کے وسط میں کریڈٹ کارڈز متعارف کرا کے اگرچہ سبقت حاصل کر لی تھی تاہم وہ تنخواہ دار طبقے اور کاروباری افراد تک نہیں پہنچ پائے تھے۔

غیر ملکی بینکوں کی پیروی میں مقامی نجی بینکوں نے بھی صارفی مالکاری کے شعبے کے تقاضے پورے کرنے میں نمایاں کارکردگی دکھائی ہے، مثال کے طور پر مقامی بینکوں نے خطرۂ قرض کے تجزیے کے نئے طریقے اپنائے، مطلوبہ پالیسی اور قرض کی وصولی کے یونٹس قائم کیے، اور آئی ٹی سے چلنے والے اپنے سسٹمز کو جدید بنایا۔ اس عمل کے دوران انہوں نے صارفین کے لیے کئی اختراعی مصنوعات کامیابی کے ساتھ متعارف کرائیں۔ دوسری طرف صارفین معقول سیال ضمانت کے بغیر بینک قرضہ حاصل نہیں کر سکتے تھے چنانچہ اب انہوں نے بھی اس پیش رفت کا پرجوش خیر مقدم کیا۔

حالیہ برسوں میں صارفی مالکاری کی زبردست مقبولیت کے پیچھے کئی طرح کے عوامل کارفرما ہیں: لگ بھگ ایک عشرے سے جاری مالی آزادی کے عمل سے ایک ایسا بینکاری نظام تشکیل پایا ہے جس کی ملکیت اور سرگرمیوں میں نجی شعبے کو برتری حاصل ہے، اور جو منڈی کے طریقہ کار کی بنیاد پر طلب پوری کرنے کے لیے وسائل کی فراہمی میں قطعی آزاد ہے۔ دوسرے، بینکاری شعبے میں مالی سال 2002ء سے آنے والی سیالیت نے بینکوں کو یہ راہ دکھائی کہ وہ ان شعبوں کا رخ کر کے اپنی آمدنی کے ذرائع میں تنوع لائیں اور انہیں وسعت دیں جن پر پہلے کبھی توجہ نہیں دی گئی تھی۔ تیسرے، اسٹیٹ بینک نے مالی سال 2002ء سے 2005ء تک زری پالیسی موقف نرم رکھا جس نے شرائط پر پورا اترنے والے صارفین کی طلب پوری کرنے کے لیے انہیں انتہائی کم شرح پر مالکاری طریقے مہیا کیے۔ اس تناظر میں صارفی مالکاری بینکوں کے لیے انتہائی مفید پروڈکٹ کے طور پر سامنے آئی ہے۔

صارفی مالکاری نے سب سے بڑا کام یہ کیا ہے کہ اس نے متوسط طبقے کے صارف کو قوتِ خرید عطا کر دی۔ یہ لوگ نہ صرف اس قابل ہوئے کہ اشیائے تعیش سمجھی جانے والی اشیا خرید کر اپنا معیار زندگی بلند کر سکیں، بلکہ دوسری طرف ان اشیا کی طلب بڑھنے سے ان کی تیاری کا عمل تیز ہوا اور اشیا سازی کے شعبے کی استعداد میں اتنا اضافہ ہوا کہ پیداواری عمل کے اگلے اور پچھلے دونوں مراحل کی نمو نے اقتصادی سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ مثال کے طور پر کار مالکاری اور صارفی اشیا کے لیے قرضے اس حوالے سے زیادہ مؤثر ثابت ہوئے۔ رہن مالکاری کی طلب اگرچہ اب بھی تھوڑی ہے تاہم بڑھتی ہوئی طلب مکان کے حصول کے ضمن میں صارف کی ضروریات اور اس کی مالی استعداد کو اجاگر کرتی ہے۔ چنانچہ بینکوں نے اپنی صارفی مالکاری مصنوعات کو فروغ دے کر ملک کی اقتصادی ترقی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

صارفی مالکاری کی بہت سی خوبیوں کے باوجود پاکستان میں صرفے کے رجحان (consumerism) کو فروغ دینے میں اس کے کردار کے سبب منفی نوعیت کی ایک بحث چھڑ چکی ہے۔ اس باب میں بعض غلط فہمیوں کا جائزہ لیا جائے گا۔ سیکشن 1 میں صارفی مالکاری سے متعلق حقائق پر گفتگو کی جائے گی۔ سیکشن 2 میں اثاثوں کی اس مخصوص نوعیت کے بارے میں بے بنیاد تصورات کا جائزہ لیا جائے گا۔ مسائل، دشواریاں اور ضوابطی تقاضوں کے تحت اپنائے گئے حفاظتی اقدامات سیکشن 3 میں زیر بحث آئیں گے جبکہ مستقبل کے امکانات پر سیکشن 4 میں نظر ڈالی جائے گی۔

5.1 حقائق

باقاعدہ مالی اداروں کی طرف سے لوگوں کو ان کی ذاتی ضروریات پوری کرنے کے لیے قرضہ دینا صارفی مالکاری ہے۔ مالکاری کی اس نوع کے طریقے تنخواہ دار اور ذاتی کاروبار کرنے والے طبقے کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں،یعنی وہ افراد جو دستاویز میں بیان کی گئی آمدنی کے مطابق قرضے کی رقم ادا کرنے کی اہلیت ثابت کرسکیں۔ اس شعبے میں خدمات فراہم کرنے والوں میں کمرشل بینک، مالی ادارے، لیزنگ کمپنیاں اور مضاربے شامل ہیں۔ تاہم اس تجزیے میں شعبہ بینکاری سے ہونے والی مالکاری کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

شکل 5.1:صارفی مالکاری کے رجحانات

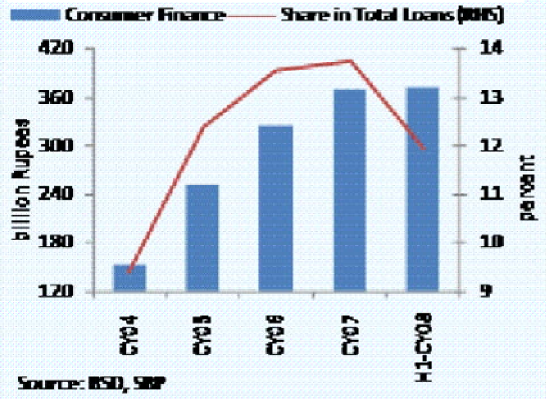

Source: RSD, SBP

بینکوں کا صارفی مالکاری جزدان گذشتہ تقریباً چار سال کے دوران تیزی سے بڑھا ہے۔ بینکوں کے مجموعی قرضوں میں اس کا حصہ ناقابل ذکر سطح سے بڑھ کر مالی سال 2007ء کے اختتام پر 13.8 فیصد ہو چکا تھا جبکہ جون مالی سال 2008ء کے اختتام پر یہ کم ہو کر 12.0 فیصد ہوگیا (**شکل 5.1**)، اس طرح جی ڈی پی میں اس کا حصہ 3.6 فیصد ہو چکا ہے (**شکل 5.2**)۔ صارفی مالکاری کی ذیل میں بینک اب کئی طرح کی مصنوعات پیش کر رہے ہیں، جیسے ذاتی قرضہ، گاڑی کے لیے قرضہ، کریڈٹ کارڈ اور رہن مالکاری۔ ان مصنوعات میں گذشتہ تین برسوں کے دوران ہونے والی نمو اور صورتحال **شکل 5.3** میں دکھائی گئی ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مالی سال 2007ء اور 2008ء سے مرکزی بینک نے زری پالیسی سخت کرنا شروع کی اور بڑھتی ہوئی گرانی کی وجہ سے گھریلو آمدنی پر دباؤ پڑا تب سے صارفی مالکاری میں نمو ٹھٹھر کر رہ گئی ہے۔

شکل 5.2: صارفی مالکاری اور جی ڈی پی کا تناسب

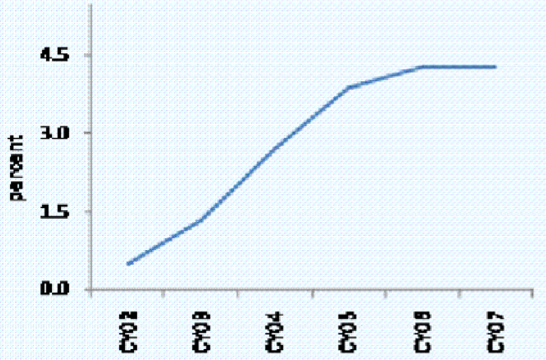

Source: SBP Calculations

صارفی مالکاری کے آغاز سے تمام ہی زمروں میں عمدہ نمو دیکھنے میں آئی ہے تاہم سب سے زیادہ نمو ذاتی قرضوں کے زمرے میں ہوئی جو عام طور پر مختلف نوعیت کی ضروریات کو پورا کرنے کی غرض سے لیے جاتے ہیں۔ مالکاری کی یہ مخصوص قسم اگرچہ صارفی مالکاری کے آغاز سے قبل بھی دستیاب تھی تاہم بینک سخت شرائط وضوابط کے تحت ہی یہ قرضے فراہم کیا کرتے تھے۔ اب بھی، جو ذاتی قرضے مخصوص گنجائش سے زائد ہوتے ہیں وہ مکمل ضمانت پر ہی دیے جاتے ہیں۔

شکل 5.3: بلحاظ زمرہ صارفی مالکاری کے رجحانات

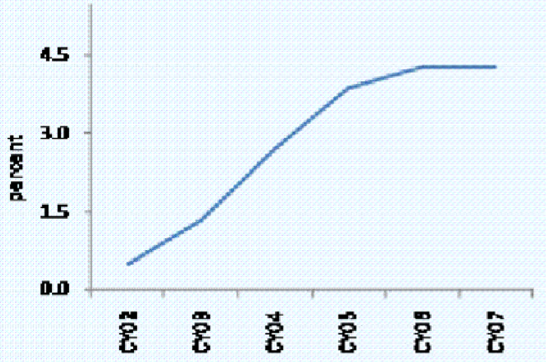

Source: SBP Calculations

اس مالکاری میں دلچسپی اور بڑھتی ہوئی طلب پاکستان تک محدود نہیں، ابھرتی معیشت والے کئی ملکوں میں اسی طرح کی تبدیلی دیکھی گئی ہے (**جدول 5.1**)۔

اس شعبے میں عالمی اور اس کے ساتھ ساتھ علاقائی تبدیلیوں کا مجموعی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان میں صارفی مالکاری کے پھیلاؤ کی اب بھی خاصی گنجائش ہے۔ علاقائی ممالک اور ترقی یافتہ ملکوں کے ساتھ پاکستان کا موازنہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ بلحاظ جی ڈی پی اور اس کے ساتھ ساتھ مجموعی

جدول 5.1: ابھرتے ہوئے ایشیا میں گھرانوں کو قرضہ
نجی شعبے کو کل قرضوں کا فیصد

	1999ء	2000ء	2001ء	2002ء	2003ء	2004ء	2005ء
سنگاپور	38.6	41.1	42.6	44.9	49.5	51.1	51.6
چین	1.5	4.3	6.2	8.1	9.9	11.2	11.3
انڈونیشیا	21.5	25.9	31.9	36.7	40.5	44.3	45.5
ملائشیا	22.9	23.7	26.0	29.9	31.6	31.0	30.4
فلپائن	15.1	14.2	14.4	14.3	13.9	16.0	16.5
تھائی لینڈ	23.3	31.8	38.2	35.3	40.0	43.5	48.1
پاکستان				2.1	5.6	9.4	12.4

ماخذ: آئی ایم ایف کا ایشیا اینڈ پیسفک ریجنل آؤٹ لک، سی ای آئی سی ڈیٹا کمپنی لمیٹڈ، اور آئی ایم ایف، اے پی ڈی کنٹری ڈیسکس

بینک قرضوں کے لحاظ سے صارفی مالکاری کا تناسب خاصا کم ہے (**شکل 5.4**)۔[1]

5.2 صارفی مالکاری - کہانیاں اور حقائق

صارفی مالکاری تک رسائی اور اس مالکاری میں نمو معاشرے کے لیے اقتصادی اور سماجی اہمیت کی حامل ہے۔ بینکوں سے اس نوعیت کی مصنوعات فراہم نہیں ہوتی تھیں تو لوگ مجبوراً غیر رسمی شعبے میں موجود ساہوکاروں سے بھاری سود پر قرض لیا کرتے تھے۔ بینکوں نے ان لوگوں کو یہ سہولت فراہم کر دی کہ وہ اپنی ضروریات زندگی آئندہ کی آمدنی کے عوض قرض لے کر حاصل کر لیں، اور اس پر بینکوں نے شرح سود مذکورہ ساہوکاروں کی شرح سے کہیں کم رکھی۔ صارفی مالکاری چونکہ بجائے خود ایک اچھا خاصا محنت طلب کام ہے اسے لیے طلب بڑھنے پر بینکوں نے اس غرض سے معقول تعداد میں نوجوانوں کو کل وقتی اور جز وقتی ملازمتوں پر رکھا۔ قرضہ جزدان میں تنوع آنے سے خود بینکوں کو بھی فائدہ ہوا، بازل 'دوم' کے ضوابط کے تحت ان کے سرمائے کی بچت ہوئی، صارفی مالکاری سے ان کے منافع میں اضافہ ہوا اور آمدنی میں استحکام آیا۔

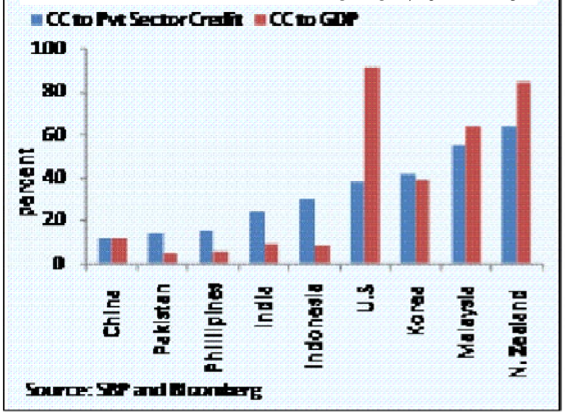

شکل 5.4: صارفی قرضوں، ملکوں کا موازنہ

تاہم صارفی مالکاری میں ہونے والی اس زبردست نمو کے نتیجے میں اس کے خطرات اور مضمرات کے بارے میں بحث بھی چل نکلی ہے۔ عام تصور یہی ہے کہ (i) صارفی مالکاری نے پاکستان میں صرفے کا رجحان بڑھایا ہے جس سے قومی بچت گھٹ گئی ہے، (ii) گرانی میں اضافہ کیا ہے، اور اثاثہ منڈیوں میں سٹہ بازی کی سرگرمیوں کو بڑھاوا دیا ہے۔ تاہم حقائق اور اعدادوشمار کے تجزیے سے یہ تصورات غلط ثابت ہوتے ہیں:

☆ صارفی مالکاری سے لوگوں کے ذاتی اخراجات کی ضرورتیں پوری ہوئی ہیں، تاہم اس سے اشیائے صرف اور خدمات کی طلب بھی بڑھی ہے جس کے نتیجے میں اقتصادی سرگرمیوں کا ایک سلسلہ وجود میں آیا ہے۔ صارف قرضے کی واپسی کے لیے جو ماہانہ اقساط ادا کرتا ہے وہ ایک طرح کی جبری بچت ہے۔ یہ طریقہ صرفے کے رجحان کو فروغ دینے کی بجائے متوسط طبقے کا معیار زندگی بلند کرنے کا باعث بنا ہے جبکہ متوسط طبقہ کسی بھی معیشت کے لیے ریڑھ کی ہڈی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ گھریلو بچتوں کے رجحانات بھی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ 90ء کی دہائی کے مقابلے میں 2000ء کے بعد کے برسوں میں گھریلو بچت کی شرح بہتر ہوئی ہے جس سے صارفی مالکاری پر فضول خرچی کو پروان چڑھانے کا الزام غلط ثابت ہوتا ہے۔

☆ گرانی کی حرکیات کا تجزیہ اس دعوے کو بھی غلط ثابت کرتا ہے کہ صارفی مالکاری معیشت میں گرانی کا دباؤ بڑھانے کا باعث بنی ہے۔ قوزی

1 عالمی مالی استحکام کی رپورٹ، ستمبر 2006ء، آئی ایم ایف، سی ای آئی سی ڈیٹابیس، اور ملکی حکام کے فراہم کردہ اعدادوشمار پر آئی ایم ایف کے عملے کی طرف سے لگایا جانے والا تخمینہ۔

گرانی نے، جو کہ قرضے اور اس سے منسلکہ اضافی طلب کے حوالے سے زیادہ حساس ہوتی ہے، گذشتہ چند برسوں کے دوران خاصی محتاط نمو ظاہر کی ہے (**شکل 5.5**)۔ مجموعی گرانی میں حالیہ اضافے کا سبب رسدی جھٹکوں، اور انتظامی اور مالیاتی پالیسیوں میں بدنظمی کو قرار دیا جا سکتا ہے۔

شکل 5.5: پاکستان میں گرانی کے رجحانات اور ہیئت ترکیبی

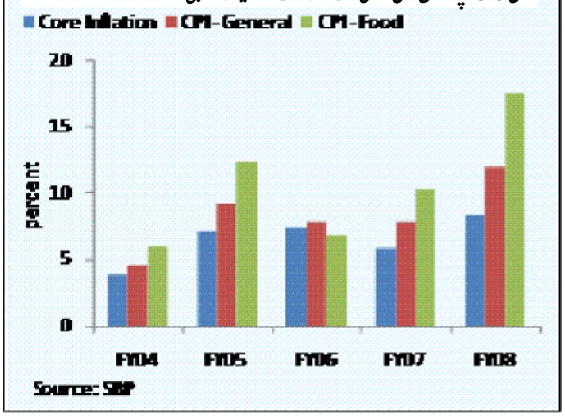

☆ ذاتی قرضہ وہ واحد پروڈکٹ ہے جس میں رقم کسی خاص مقصد پر خرچ کرنا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اثاثہ منڈیوں میں سٹہ بازانہ لین دین میں اس کا استعمال ممکن ہے، تاہم اس میں ان سرگرمیوں کو بڑھاوا دینے کی استعداد محدود ہے، اس کی وجہ یہ حقائق ہیں: (الف) چونکہ بلا گروی نوعیت[2] کی وجہ سے اس کی قیمت مسابقتی طریقے سے طے کی جاتی ہے اس لیے سٹہ بازوں کے لیے اس میں کوئی کشش نہیں پائی جاتی، (ب) یہ قرضے زیادہ تر وہ لوگ لیتے ہیں جن کی مقررہ آمدنی/تنخواہ ہوتی ہے اور وہ عموماً خطرات مول لینے کے عادی نہیں ہوتے چنانچہ سٹہ بازی کی سرگرمیوں میں ان کے ملوث ہونے کا خطرہ نہیں ہوتا، (ج) یہ قرضے صارفی مالکاری کے دیگر زمروں کے مقابلے میں تھوڑی مالیت کے (اوسطاً 20 ہزار روپے) ہوتے ہیں، جبکہ اثاثہ منڈیوں میں سٹہ بازانہ لین دین کے لیے عموماً بھاری رقم درکار ہوتی ہے، (د) اس مخصوص جزدان کی سطح اور سالانہ نمو دیگر ممکنہ عوامل کے مقابلے میں خاصی کم ہے، مثلاً کارکنوں کی ترسیلات اور سرمائے کی معکوس پرواز سے پیدا ہونے والی سیالیت سے، نیز چند سال قبل پائی جانے والی آسان شرح سود سے، جس میں چھوٹے کارپوریٹ اداروں اور کاروبار کو دیا جانے والا قرضہ بھی غلط استعمال کیا جا سکتا تھا۔

یہ بات اہم ہے کہ اگر صارفی مالکاری کو منصفانہ طور پر اور احتیاط کے ساتھ استعمال کیا جائے تو یہ اقتصادی نمو میں اضافے کا ایک آسان راستہ ہے جس سے صرفے کے رجحانات میں سبک رو تبدیلی آ سکتی ہے اور خطرۂ قرض کو متنوع بنایا جا سکتا ہے۔ تاہم صارفی مالکاری میں بے محابہ نمو بھی کوئی اچھی چیز نہیں، اس طرح خطرات سے نمٹنے کے طریقوں میں استحکام پیدا ہوئے بغیر اقتصادی حالات ناپائیدار ہو سکتے ہیں جس سے انتظامی زد پذیریاں جنم لے سکتی ہیں۔

5.3 اہم مسائل اور دشواریاں

بینک اپنے صارفی مالکاری جزدان کو وسعت دینے کے لیے جو کوششیں کرتے ہیں ان میں سب سے بڑی رکاوٹ ناسازگار معاشی حالات سے پیدا ہونے والی دشواریاں بنتی ہیں۔ بڑھتی ہوئی گرانی اور اقتصادی سرگرمیوں میں سست روی وغیرہ جیسی اقتصادی دشواریوں نے صارفین کی قرضہ واپس کرنے کی صلاحیت کو متاثر کیا ہے (**شکل 5.6**)۔ صارفین کی اس صلاحیت کو مزید متاثر کرنے والی چیز مرکزی بینک کی طرف سے زری سختی کے نتیجے میں شرح سود میں اضافہ ہے جس سے نہ صرف یہ کہ نئے صارفین کی رغبت کم ہو جاتی ہے بلکہ پہلے سے موجود صارفین کو قرض کی ادائیگی پر زائد لاگت برداشت کرنی پڑتی ہے کیونکہ صارفی مالکاری کے تحت اکثر قرضے متغیر یا رواں شرح سود پر دیے جاتے ہیں۔ صارفی مالکاری پر اقتصادی حالات کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں جس کی عکاسی اس طرز مالکاری کی نمو میں آنے والی کمی، اور غیر ادا شدہ قرضوں میں مقابلتاً اضافے سے ہوتی ہے۔ مجموعی واجب الادا قرضے کا متعدی تناسب 2008ء کی پہلی ششماہی میں بتدریج 5.5 فیصد تک جا چکا تھا اگرچہ یہ کارپوریٹ شعبے کے 7.6 فیصد، اور قرضہ جزدان کے مجموعی تناسب 7.7 فیصد کے مقابلے میں اب بھی کم ہے۔

تاہم اس سلسلے میں مختلف اجزا کی کارکردگی مختلف ہے (**شکل 5.7**)۔ رہن قرضوں میں متعدی تناسب سب سے کم ہے، اور گذشتہ چند سہ ماہیوں کے دوران اس کی ادائیگی میں بہتری آئی ہے۔ جبکہ ابتر معاشی حالات کا سب سے زیادہ اثر کریڈٹ کارڈ، ذاتی قرضوں اور گاڑی کے لیے قرضوں پر دیکھا گیا ہے۔ صارفی مالکاری شعبے کا مجموعی متعدی تناسب کارپوریٹ اور ایس ایم ای شعبوں کے مقابلے میں اگرچہ اب بھی کم ہے تاہم اقتصادی اشاریوں میں مزید خرابی آنے سے ان بینکوں کے لیے سنگین خطرات ابھر سکتے ہیں جن کا صارفی مالکاری میں انکشاف بڑا ہے چنانچہ وہ زیادہ زد پذیر ہیں: بینک وار اعداد و شمار سے

[2] زیادہ سے زیادہ پانچ لاکھ روپے۔

شکل 5.6: کلی معاشی اظہاریے

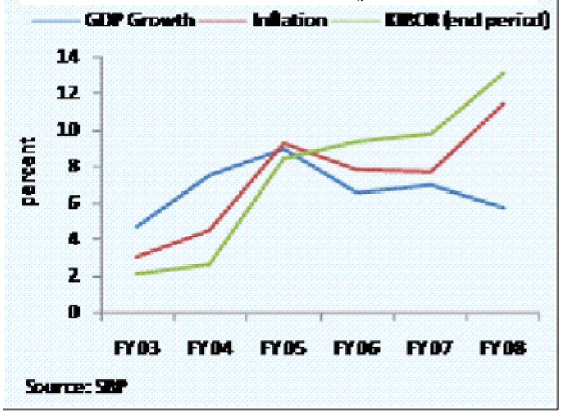

معلوم ہوتا ہے کہ صارفی قرضے دینے میں تقریباً 10 بینک آگے آگے رہے اور ان کا ہرفنڈال، ہرشمین اشاریہ (ایچ ایچ آئی)[3] 0.10 ہے جبکہ کارپوریٹ شعبے کے قرضوں کا 0.07، ایس ایم ای کا 0.08 اور مجموعی قرضہ جزدان کا 0.07 ہے۔ اس سے قطع نظر، چونکہ صارفی قرضے لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو دیے گئے ہوتے ہیں اس لیے عدم ادائیگی کا خطرہ بھی بڑی تعداد پر تقسیم ہو جاتا ہے۔ مزید اطمینان بخش امر یہ ہے کہ بینکوں کے صارفی مالکاری جزدان کے بارے میں (جون 2008ء کے اختتام پر اعداد و شمار پر مبنی) دباؤ کی جانچ کی مشق کے نتائج کے مطابق متعدی تناسب میں 10 فیصدی درجہ اضافے سے بھی بینکوں کی شرح کفایت سرمایہ صرف 90 بی پی ایس کم ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بینکوں کی طرف سے دیے گئے مجموعی قرضوں میں صارفی مالکاری کا تناسب اب بھی 12 فیصد ہے جو بہت کم ہے۔

پس پردہ خطرات کا ادراک کرتے ہوئے اسٹیٹ بینک نے بینکوں کی انتظامِ خطرہ کی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ ضوابط کو مستحکم کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ صارفی مالکاری کی محتاط نمو کو یقینی بنانے کے لیے اہم اقدامات کیے گئے: صارفی مالکاری سے وابستہ خطرات کے ازالے کے لیے بالخصوص محتاطیہ ضوابط 2003ء میں متعارف کرائے گئے (باکس **5.1**)، 1992ء میں تشکیل دیے جانے والے کریڈٹ انفارمیشن بیورو (سی آئی بی) کا دائرہ کار وسیع کیا گیا (باکس **5.2**)۔ برقی سی آئی بی کے ڈیٹابیس کا دائرہ بڑھا کر بینکوں (اور چند غیر بینکی مالی اداروں) کے تمام قرض گیروں کا جامع طریقے سے احاطہ کر لیا گیا ہے جس سے بینکوں کو یہ معلوم کرنے میں بے حد آسانی ہوگئی ہے کہ فلاں صارف کو حد سے زائد قرضہ دیا گیا ہے یا نہیں، اور یہ کہ قرضے اور آمدنی کا تناسب معقول ہے۔ مزید برآں، انتظامِ خطرہ اور اندرونی کنٹرولز کے بارے میں اسٹیٹ بینک کے قواعد وضوابط اور رہنما ہدایات میں وضاحت کے ساتھ بتایا گیا ہے کہ بینکوں کو کم از کم کس سطح کے اندرونی کنٹرولز اور انتظامِ خطرہ کی استعداد لاگو کرنی چاہیے چنانچہ بینکوں نے صارفی مالکاری کی اپنی سرگرمیوں میں ان پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا ہے۔ بینک مطلوبہ ضوابط کے تحت اپنی استعداد بڑھانے کے علاوہ انتظامِ خطرہ کی مہارتیں تیزی کے ساتھ بہتر بنا رہے ہیں۔ اس پیش رفت سے معلوم ہوتا ہے کہ بینک، صارفی مالکاری کی سرگرمیوں سے وابستہ دشواریوں پر قابو پانے کی اب زیادہ بہتر استعداد کے مالک ہیں۔

شکل 5.7: صارفی مالکاری کے شعبے میں غیر ادا شدہ اور کل قرضوں کا تناسب

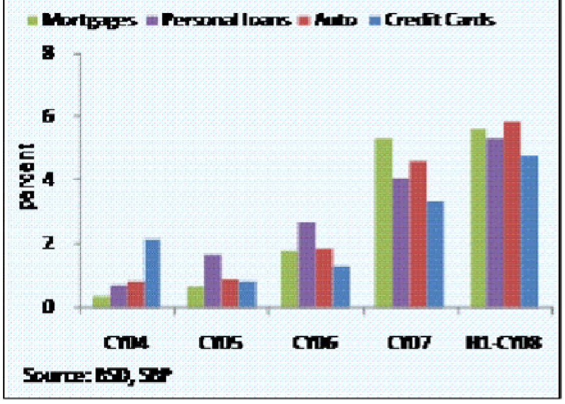

ان مثبت تبدیلیوں سے قطع نظر، صارفی مالکاری جزدان کا استحکام برقرار رکھنے کے لیے چند اقدامات آئندہ برسوں میں لازمی ہوں گے:

☆ صارفی مالکاری کے بڑھتے ہوئے اکتشاف کے ساتھ بینکوں کو قرضے سے مخصوص اسکورنگ کرنے والے ماڈلز کی ضرورت ہوگی۔ یہ ماڈلز ماضی کے متعلقہ ڈیٹابیس سے ماخوذ معلومات کی بنیاد پر تشکیل دیے جا سکتے ہیں، مثلاً ماہانہ ادائیگیوں کا مجموعی دورانیہ، آمدنی کی سطح اور قرضے کی نوعیت، قرضے کے حوالے سے تعلقات کا دورانیہ، نیز سماجی اور آبادیاتی عوامل کے بارے میں دیگر اہم معلومات جن سے قرض گیر کے حالات جاننے میں مدد ملے۔ ایسے ماڈل سے بینکوں کو یہ پتہ چل سکے گا کہ کسی قرض گیر میں کتنا قرض لینے کی استعداد ہے اور اس کا رویہ کیا ہوگا۔ تاہم ایسے کسی مؤثر ماڈل کی تشکیل کے لیے صارفی قرضے کی تاریخ کے موجودہ ڈیٹابیسز کو خاصا بڑھانے کی ضرورت ہوگی۔

3 ہرفنڈال، ہرشمین اشاریہ (ایچ ایچ آئی) منڈی کے ارتکاز کی پیمائش کا ایک شماریاتی آلہ ہے۔ اس کے لیے تمام بینکوں کے مارکیٹ شیئر کے مربعوں (squares) کا مجموعہ حاصل کیا جاتا ہے۔ اشاریے کی زیادہ سے زیادہ قدر 1.0 ہوسکتی ہے جس کا مطلب ہے کہ صرف ایک بینک 100 فیصد مارکیٹ شیئر کا حامل ہے اور یہ مطلق ارتکاز کی حد ہے۔ 0.1 سے کم ایچ ایچ آئی کا مطلب نسبتاً محدود ارتکاز ہے اور 0.18 نمایاں ارتکاز کو ظاہر کرتا ہے۔

باکس 5.1: صارفی مالکاری کے لیے ضوابطی تقاضے

اسٹیٹ بینک نے صارفی مالکاری کے لیے علیحدہ ضوابط جاری کیے ہیں، اور منڈی کی بدلتی ہوئی صورتحال میں بینکوں کے صارفی مالکاری جزدان کے انتظامِ خطرہ کو یقینی بنانے کے لیے وہ ہدایات جاری کرتا رہتا ہے۔

ان قواعد وضوابط میں بیان کیے گئے بعض حفاظتی اقدامات یہ ہیں:

1۔ صارفی مالکاری کو بطور پروڈکٹ پیش کرنے سے پہلے بینکوں/ مالی اداروں پر لازم ہے کہ مستحکم اندرونی آڈٹ اور کنٹرول فنکشنز کے علاوہ انتظامِ خطرہ کے مناسب سسٹم تشکیل دیں۔ انہیں یہ یقینی بنانا ہوگا کہ صارفین سے ربط ضبط رکھنے اور درخواستوں پر کارروائی کرنے والا عملہ مکمل معلومات کا حامل اور تربیت یافتہ ہے۔

2۔ بینکوں/ مالی اداروں پر یہ بات یقینی بنانا لازم ہے کہ وہ قرضے کی ماہانہ اقساط کی وصولی کے لیے مؤثر طریقے نافذ کریں جبکہ اقساط ادا نہ کرنے والے صارفین سے بھی انہیں نمٹنا ہوگا۔

3۔ بینکوں پر لازم ہے کہ وہ قرضے کی منظوری سے قبل 'الیکٹرک۔ کریڈٹ انفارمیشن بیورو' (ای۔سی آئی بی) سے متعلقہ رپورٹ حاصل کریں تاکہ انہیں صارف کے ماضی، اور حد سے زائد قرضہ حاصل کرنے کی یقینی معلومات ہوں۔

4۔ بینکوں کو یہ بات یقینی بنانے کی ہدایت کی گئی ہے کہ کھلے قرضے (clean loans) اسٹاک شیئرز کی ابتدائی نیلامیوں میں استعمال نہ ہونے پائیں اور بینک اس مقصد کے لیے نگرانی کے مطلوبہ اقدامات کریں۔

5۔ مجموعی صارفی مالکاری اور مشکوک صارفی مالکاری دونوں کی سرمائے کے لحاظ سے حدود قواعد وضوابط میں مقرر کر دی گئی ہیں۔

6۔ یہ یقینی بنانا بینکوں پر لازم ہے کہ مجموعی مالکاری قرض گیر کی آمدنی کے لحاظ سے کی گئی ہے۔

7۔ اس طرزِ بینکاری کی گردشی (pro-cyclical) نوعیت سے خود کو بچانے کے لیے بینکوں پر لازم ہے کہ قابلِ بھروسہ صارفی جزدان کا کم از کم 1.5 فیصد، اور ناقابلِ بھروسہ صارفی جزدان کا 5 فیصد بطور ذخائر محفوظ رکھیں۔

8۔ بینک مشکوک قرضوں پر تموین کے سخت ضوابط پر عمل کرتے ہیں جو اثاثوں کے معیار میں ممکنہ نقائص سے انہیں بچاتے ہیں۔

ماخذ: شعبہ بینکاری پالیسی وضابطہ کاری، اسٹیٹ بینک

☆ ضمانت کی سیالیت اور قرضہ وصولی کے موجودہ ضوابط کو اس طرح دانش مندانہ بنانے کی ضرورت ہے کہ وہ بینکوں کے ساتھ ساتھ صارفین کے لیے بھی منصفانہ ہوں اور ان کی اثر پذیری برقرار رہے۔

☆ ملک کی شرح خواندگی کم ہونے کے باعث عام بینک صارفین میں مالی معلومات کا فقدان پایا جاتا ہے، اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بینکوں کو چاہیے کہ وہ قیمت کے تعین کے طریقہ کار کو زیادہ شفاف بناتے ہوئے اس پر نظر ثانی کریں اور صارفین کو موقع دیں کہ وہ معین شرح سود یا رواں شرح سود میں سے کوئی ایک طریقہ چن لیں تاہم انہیں ہر دو کے نفع نقصان سے آگاہ بھی کیا جائے۔ ایسے اقدامات کرنے سے بینکوں کی اپنے صارفین کے ساتھ لین دین کی اخلاقی سطح میں بھی بہتری آئے گی۔

5.4 مستقبل میں امکانات

پاکستان میں مجموعی بینک قرضوں میں صارفی مالکاری کے جزدان کا تناسب تقریباً 12 فیصد ہے جبکہ ہمسر ممالک میں اس جزدان کا حجم خاصا زیادہ ہے۔ دوسرے معاشی ترقی کے فروغ میں صارفی مالکاری سے خاصی مدد ملی ہے۔ صارفی مالکاری کے ممکنہ نقصانات کے حوالے سے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے ان دو حقائق کو مدنظر رکھا جانا چاہیے۔ ایسا کرنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ پاکستان کا گھریلو شعبہ جو صارفی مالکاری کی طلب کا منبع ہے، مالی طور پر مستحکم ہے اور عالمی معیار کے لحاظ سے اس میں قرضوں کا استعمال بہت کم ہے (اس باب کے آخر میں دیکھیے **خصوصی سیکشن: گھریلو شعبے کی مالی حالت**)۔

باکس 5.2: ای۔سی آئی بی، آن لائن کریڈٹ انفارمیشن بیورو

ترقی یافتہ ملکوں میں ایک زمانے سے رواج ہے کہ وہ تمام قرض گیروں کے ماضی پر مشتمل ایک مرکزی ڈیٹا بیس بناتے ہیں اور اسے تازہ کرتے رہتے ہیں۔ بہت سے ترقی پذیر ملکوں میں یہ مشق نسبتاً نئی ہے کیونکہ ان میں قرض گاری کی سرگرمیوں کا حجم اور دائرہ ترقی یافتہ ملکوں جتنا وسیع نہیں ہے۔ اسٹیٹ بینک ایک مؤثر کریڈٹ انفارمیشن بیورو کو مالی نظم وضبط کے فروغ اور مالی اداروں کی طرف سے خطرۂ قرض کے انتظام کے لیے لازمی ذریعہ تصور کرتا ہے۔ مالی اداروں کو قرض گاری کے محتاط فیصلے کرنے میں مدد دینے کی غرض سے اسٹیٹ بینک نے 1992ء میں 'کریڈٹ انفارمیشن بیورو' (سی آئی بی) قائم کیا۔ اُس زمانے میں صارفین کو قرضہ دینے کی سرگرمیاں بہت محدود اور بڑی حد تک محفوظ ہوا کرتی تھیں چنانچہ بیورو کا اصل مقصد یہ تھا کہ بڑے اور درمیانے حجم کے، ناقص ماضی (negative history) رکھنے والے ان قرض گیروں کا اندراج کرے جن پر واجب الادا رقوم 5 لاکھ روپے یا اس سے زائد ہے۔ گزرتے برسوں کے ساتھ اسٹیٹ بینک نے بیورو کی سرگرمیوں کا دائرہ نمایاں حد تک بڑھایا ہے۔ اپریل 2003ء میں اسٹیٹ بینک نے الیکٹرک سی آئی بی کی آن لائن سہولت متعارف کرا کے بیورو کی اثر پذیری میں زبردست اضافہ کیا۔ یوں، اس خطے میں رکن مالی اداروں کو اس نوعیت کی آن لائن سہولت مہیا کرنے والا پہلا ڈیٹا بیس وجود میں آیا۔ اس پیش رفت سے قرضوں کے بارے میں ڈیٹا براہ راست سی آئی بی کے ڈیٹا بیس میں شامل کرنے، اور قرضے کی منظوری سے قبل تجزیاتی مقاصد پورے کرنے کے لیے صارف کی رپورٹ فوراً تیار کرنے پر مذکورہ مالی اداروں کو قدرت حاصل ہوگئی۔

بینکوں کے قرضہ جزدان میں تیز رفتار نمو کو دیکھتے ہوئے ’الیکٹرک سی آئی بی‘ کے اطلاعاتی طریقوں اور آپریشنل اور آئی ٹی پلیٹ فارمز کو نمایاں طور پر جدید بنایا گیا ہے۔2004ء کے اوائل میں سی آئی بی ڈیٹا بیس کا دائرہ اس وقت وسیع تر ہو گیا جب اسٹیٹ بینک نے درج ذیل مقاصد کے لیے پاکستان بینکس ایسوسی ایشن کے اشتراک سے ’’ای۔سی آئی بی ڈیٹا لوئرنگ لمٹ‘‘ کے نئے منصوبے کا آغاز کیا:

☆ قرضے کی اطلاع کے لیے 5 لاکھ روپے اور اس سے زائد کی حد کو ختم کرتے ہوئے، رکن مالی اداروں کی طرف سے دیے گئے ہر مالیت کے قرضے کی اطلاع کا حصول اور ڈیٹا بیس کی توسیع،
☆ قرض گیروں کے بارے میں مزید مالی اور غیر مالی تفصیلی معلومات کا حصول،
☆ ’ای۔سی آئی بی‘ کی مجموعی عملی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے مواصلاتی انفرااسٹرکچر، ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر وغیرہ کو اپ گریڈ کرنا۔

اس منصوبے کا مقصد سی آئی بی کو قرضے کے بارے میں معلومات کا ایسا جدید ترین ڈیٹا بیس بنانا تھا جو مالی اداروں کو ان کے سوالات کا جواب کم سے کم وقت میں دے سکے۔ جون 2006ء میں کامیابی کے ساتھ مکمل ہونے والا یہ منصوبہ سی آئی بی کی مجموعی کارکردگی اور ٹیکنالوجی کے انفرااسٹرکچر میں نمایاں بہتری کا سبب بنا۔ پرانے سسٹم کے مقابلے میں نئے ’ای۔سی آئی بی‘ سسٹم میں جو بہتری لائی گئی ہے اس کا خلاصہ ذیل میں ہے:

☆ 5 لاکھ روپے کے قرضے کی حد کو ختم کرتے ہوئے فنڈ اور غیر فنڈ پر مبنی واجب الادا قرضے کی تمام سہولتوں، خواہ مالیت کچھ بھی ہو، کی معلومات اسٹیٹ بینک کو دی جا رہی ہیں۔
☆ بینکوں اور مالی اداروں کی ’ای۔سی آئی بی‘ رکنیت لازمی ہے، جبکہ غیر بینکی مالی اداروں کی بڑی تعداد بھی اس ڈیٹا بیس کی رکن ہے۔
☆ کسی پروڈکٹ کے لحاظ سے قرضے کی معلومات دستیاب ہیں۔ نئے سسٹم کے نفاذ سے قبل ایسی معلومات صرف مجموعی شکل وصورت میں دستیاب ہوتی تھیں۔
☆ سی آئی بی ڈیٹا کی رفتار تیز ہے، یہ قابل بھروسہ ہے اور دست برد سے محفوظ ہے۔
☆ زائد گنجائش والے سرورز، سیکورٹی فائر والز، وسیع تر بینڈ وتھ، اور پوائنٹ۔ٹو۔پوائنٹ ڈیٹا انکرپشن نئے سسٹم کی خصوصیات ہیں۔
☆ بیک وقت کئی افراد کو آن لائن رسائی دینے کے لیے ’Rich Client Data‘ پروگرامنگ کا جدید ترین طریقہ استعمال کیا گیا ہے جس سے 100 مالی ادارے مستفید ہوئے۔ تمام مالی اداروں سے ڈیٹا جمع کرنے کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے سافٹ ویئر تیار کیا گیا ہے اور اسے مخصوص مالی اداروں کی ضروریات کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ اسے مرکزیت اور عدم مرکزیت (decentralized) دونوں طرح کے حالات میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ سافٹ ویئر کسی بڑے بینک کی تمام شاخوں سے آنے والے ہزاروں ریکارڈز کو عمدگی سے جمع اور یکجا کرنے کے علاوہ انہیں رپورٹ بھی کر سکتا ہے۔
☆ پروسیسنگ ڈیٹا کے لیے انتہائی جدید اور خودکار ’بیک آفس‘ سسٹم موجود ہے۔ ’بیک آفس‘ سسٹم کے نفاذ سے ڈیٹا پروسیسنگ کا کام 15 دن سے گھٹ کر صرف تین دن کا رہ گیا ہے۔
☆ مالی اداروں کو کریڈٹ انفارمیشن رپورٹس فراہم کرنے کے لیے ڈیٹا انکوائری کے، ویب پر مبنی مکالماتی (interactive) سسٹمز موجود ہیں، اس سے آن لائن ردوبدل اور اپ ڈیٹ بھی ممکن ہے۔
☆ پرانے ڈائل اپ سسٹم کی جگہ ’ورچوئل پرائیویٹ نیٹ ورک‘ (وی پی این) لایا گیا ہے جس سے مالی ادارے ’ای۔سی آئی بی‘ کے ساتھ فوراً اور بہتر طریقے سے منسلک ہو سکیں گے۔
☆ ریکارڈز کے درست اندراج کی غرض سے ڈیٹا کی توثیق کے لیے جامع قواعد نافذ کیے گئے ہیں۔ ایسے نئے قواعد کی تشکیل اور نفاذ کے لیے ایک انجن بھی تیار کیا گیا ہے۔
☆ صارفین اور کاروباری قرض گیروں کے لیے ایک نیا رپورٹنگ سسٹم متعارف کرایا گیا ہے۔ سی آئی بی صارفی اور کارپوریٹ قرضہ جاتی ڈیٹا دو الگ مخصوص فارمیٹ کے ذریعے اکٹھا کرے گا، اور صارفی اور کارپوریٹ قرض گیروں کو کریڈٹ انفارمیشن رپورٹس الگ الگ فراہم کرے گا۔
☆ صارف کی کریڈٹ رپورٹ میں گذشتہ بارہ ماہ میں اقساط کی ادائیگی کی تفصیلات بھی درج ہوں گی۔
☆ صارف کی متعلقہ کریڈٹ رپورٹ میں، مالی ادارے کی طرف سے گذشتہ چار ماہ میں کی جانے والی کریڈٹ انکوائریز کا ریکارڈ بھی شامل ہوگا۔
☆ یہ بات مالی اداروں کی مرضی پر چھوڑ دی گئی ہے کہ وہ سی آئی بی کو رپورٹ کرنے کی غرض سے قرض گیروں کے گروپ بنائیں۔ قواعد وضوابط میں دی گئی تشریح کے تحت مالی ادارے قرض گیروں کے گروپوں کے بارے میں معلومات فراہم کرتے ہیں۔

سی آئی بی کی استعداد میں اضافے سے مالی صنعت کو زبردست فوائد حاصل ہوئے ہیں۔ سی آئی بی کے ڈیٹا بیس میں تقریباً 30 ہزار قرض گیروں کا اندراج تھا جو زیادہ تر کارپوریٹ اور ایس ایم ای سے تعلق رکھتے تھے، اب ڈیٹا بیس میں 40 لاکھ قرض گیروں کا ڈیٹا موجود ہے۔ قرض گیروں کی بہت بڑی تعداد تک رسائی میں بھی اضافہ ہوا ہے جو پہلے 5 لاکھ روپے کی حد کی وجہ سے سی آئی بی کے دائرے سے باہر تھے۔ ایس ایم ای، زراعت اور صارفی مالکاری کے شعبوں کے کم اہم قرض گیروں کو قرض کی سہولت پہنچانے کے اہم مضمرات ہیں۔ نیز، ’ای۔سی آئی بی‘ سسٹم استعمال کرنے والوں کی سہولت کے لیے اسٹیٹ بینک نے ویب پر ایک ہیلپ ڈیسک سسٹم قائم کیا ہے جس سے مالی اداروں کے استعمال کنندگان استفادہ کر سکیں گے اور قرضے کی رپورٹنگ سے متعلق شکایات کے اندراج میں عام لوگوں کو بھی مدد فراہم کی جا سکے گی۔

ماخذ: شعبہ تحفظ صارفین، اسٹیٹ بینک

بہرحال، صارفی مالکاری میں تیز رفتار نمو اور اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھتے ہوئے مالی اداروں کو چاہیے کہ اپنے جزدانوں میں وسعت لانے کی احتیاط سے منصوبہ بندی کریں جس کے لیے انہیں ممکنہ خطرات درست طریقوں اور وسائل کی فراہمی کی مدد سے کم از کم کرنے ہوں گے تاکہ وہ صارفی مالکاری کی نمو کو برقرار رکھ سکیں اور اس کے فوائد حاصل کر سکیں۔

گھریلو شعبہ بینکاری نظام کو (ذاتی امانتوں کی صورت میں) رقومات فراہم کرنے والا سب سے بڑا واحد شعبہ ہے۔ بینکاری نظام کی امانتوں میں اس کا حصہ بحیثیت مجموعی 46 فیصد ہے جبکہ قرض گیری میں صرف 12 فیصد ہے۔[1] قومی آمدنی کے حسابات (National Income Accounts) بھی اس امر کی تصدیق کرتے ہیں جن کے مطابق مجموعی قومی بچت میں ذاتی بچت کا حصہ 80 فیصد سے زائد ہے۔[2]

یہ اعداد و شمار مالی شعبے میں گھریلو شعبے کی نمایاں شرکت پر دلالت کرتے ہیں تاہم مالی استحکام کے تناظر میں تفصیلی تجزیے کے لیے درست اعداد و شمار کا فقدان ایک رکاوٹ بن جاتا ہے۔ چنانچہ گھریلو شعبے کی خالص دولت یا مالی حالت کا تخمینہ منتخب اشاریوں کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے مثلاً بینکاری نظام میں ذاتی امانتوں کے رجحانات، اسٹاک مارکیٹ میں ذاتی سرمایہ کاریاں، اور قومی بچت اسکیموں میں ذاتی سرمایہ کاریوں میں نمو وغیرہ۔ بینکاری شعبے کے صارفی قرضہ جزدان میں آنے والے تبدیلیاں وہ واحد دستیاب اشاریہ ہے جسے واجب الادا قرضے کی صورتحال جاننے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

ذاتی امانتیں

2007ء کے دوران شعبہ بینکاری میں 1.6 ٹریلین روپے کی ذاتی امانتوں میں 19.9 فیصد سال بسال نمو دیکھی گئی جبکہ 2006ء میں یہ 18.2 فیصد تھی۔ حالیہ برسوں میں ذاتی امانتوں میں مستحکم نمو آئی جس کا اظہار مجموعی بینک امانتوں میں ان کے بڑھتے ہوئے حصے سے بھی ہوتا ہے جو جون 2003ء کے اختتام پر 40.3 فیصد اور جون 2007ء کے اختتام پر 42.3 فیصد تھا جبکہ جون 2008ء کے اختتام پر ان کا حصہ مزید بڑھ کر 45 فیصد ہو گیا۔ یہ ایک حوصلہ افزا پیش رفت ہے جیسا کہ بینکاری نظام کی مجموعی امانتوں میں نمو بھی 2003ء سے 2007ء کے دوران اوسطاً 18 فیصد رہی ہے۔ ذاتی امانتوں میں مستقل نمو کی بڑی وجہ (i) ریکارڈ مقدار میں کارکنوں کی ترسیلات،[3] اور (ii) حالیہ برسوں میں مستحکم اقتصادی نمو کی وجہ سے فی کس آمدنی میں ہونے والا تیز رفتار اضافہ ہے۔[4]

شکل 1: ذاتی امانتوں کے رجحانات

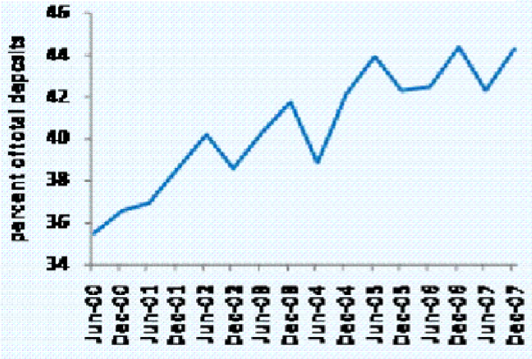

Source: Statistical Bulletin, SBP

ایکویٹی منڈی میں سرمایہ کاریاں

گھریلو شعبے کی مالی حالت کا ایک اور اشاریہ انفرادی صارف کی اسٹاک مارکیٹ میں سرمایہ کاری ہے۔ سینٹرل ڈپازٹری کمپنی (سی ڈی سی) کے اعداد و شمار کے مطابق اسٹاک مارکیٹ میں سرمایہ لگانے والے انفرادی کھاتے داروں کی تعداد 2007ء کے اختتام پر 41 ہزار 700 ہو گئی تھی جو کہ 2003ء کے اختتام پر صرف 10 ہزار تھی۔ ان انفرادی کھاتوں کی مجموعی قدر بھی 2007ء میں نمایاں اضافے کے ساتھ 331.7 ارب روپے ہو گئی جبکہ 2003ء میں یہ صرف 39.9 ارب روپے تھی (**شکل 2**)۔ تاہم نئے انفرادی کھاتوں میں نمو 2007ء میں خاصی کم ہو کر 6.3 فیصد رہ گئی جو کہ 2006ء میں 13.2 فیصد، 2005ء میں 121.1 فیصد اور 2004ء میں 57 فیصد تھی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ 2007ء میں کھاتوں کی تعداد میں کم نمو کے باوجود ان کھاتوں کے حجم میں 51.3 فیصد اضافہ ہوا جو کہ 2006ء میں 28.6 فیصد ہوا تھا۔ اس سے نئے پرانے دونوں کھاتوں میں لین دین میں اضافہ ظاہر ہوتا ہے۔

قومی بچت اسکیموں میں سرمایہ کاری

مرکزی محکمہ قومی بچت سرمایہ لگانے والے افراد اور اداروں کو مختلف اقسام کی بچت اسکیمیں پیش کرتا ہے۔ انفرادی سرمایہ کار تمام اسکیموں میں سرمایہ لگا سکتے ہیں تاہم مذکورہ محکمہ مجموعے میں انفرادی سرمایہ کاریوں کا تناسب بتانے سے قاصر ہے۔ بچت کے ان طریقوں میں ذاتی سرمایہ کاری کی نمو جاننے کے لیے

صرف ان بچت اسکیموں کو مدنظر رکھا گیا جو انفرادی سرمایہ کاری کے لیے مخصوص ہیں۔ ان اسکیموں کے نام یہ ہیں: بہبود سیونگ سرٹیفکیٹس (بی ایس سی)، پنشنرز بینیفٹ اکاؤنٹ (پی بی اے) اور پرائز بانڈ۔ ان اسکیموں میں واجب الادا رقم جون 2008ء کے اختتام پر 498 ارب روپے تک جا پہنچی جو کہ قومی بچت کے تمام طریقوں پر واجب الادا رقم 1084 ارب روپے کا 45.9 فیصد ہے۔

شکل 2: اسٹاک مارکیٹ میں انفرادی شرکت، سی ڈی سی اعداد و شمار

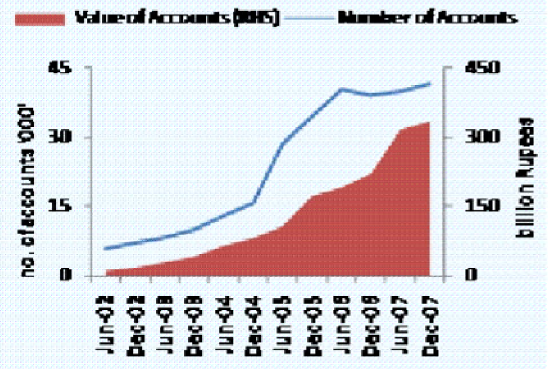

Source: Central Depository Company

ان اسکیموں میں مالی سال 2008ء کے دوران کُل 64.3 ارب روپے اضافہ ہوا جو مالی سال 2007ء کے اضافے 67.7 ارب روپے سے معمولی سا کم ہے (**شکل 3**)۔ جہاں تک شرح نمو کا تعلق ہے تو مالی سال 2008ء کے دوران واجب الادا رقم میں نمو 14.8 فیصد ہوئی جو کہ مالی سال 2007ء میں 18.5 فیصد رہی تھی۔ مالی سال 2008ء میں ہونے والی معمولی کمی کا بنیادی سبب یہ ہے کہ جب یہ اسکیمیں نسبتاً نئی تھیں[5] تو تیزی سے نمو ہوئی اور اب نمو مستحکم سطح پر آ چکی ہے۔ نیز لوگوں نے دوسری اسکیموں میں بھی سرمایہ لگایا کیونکہ بی ایس سی اور پی بی اے خصوصاً بزرگ شہریوں، بیواؤں اور پنشنروں ہی کے لیے ہیں۔ ان اسکیموں پر شرح منافع میں حال ہی میں اضافہ ہوا ہے جس سے ان میں سرمایہ کاری بڑھ جانے کا امکان ہے۔ ان تین اشاریوں یعنی امانتوں، اسٹاک مارکیٹ میں اور قومی بچت اسکیموں میں سرمایہ کاری سے گھریلو شعبے کی مستحکم مالی حالت کا اندازہ ہوتا ہے۔

گھریلو شعبے کا قرضہ۔ صارفی مالکاری

ترقی یافتہ ملک میں گھریلو شعبے پر اوسطاً جتنا قرضہ ہوتا ہے اس کے مقابلے میں پاکستان میں عام صارف پر اتنا قرضہ نہیں ہے، جیسا کہ جون 2008ء کے اختتام پر اعداد و شمار کے مطابق شعبہ بینکاری کا صارفی قرضہ جزدان صرف 12 فیصد پر مشتمل ہے۔ سادہ الفاظ میں 1.7 ٹریلین روپے کی ذاتی امانتوں کے مقابلے میں صارفی مالکاری جزدان صرف 373.9 ارب روپے پر مشتمل ہے۔

شکل 3: منتخب بچت اسکیموں کے رجحانات

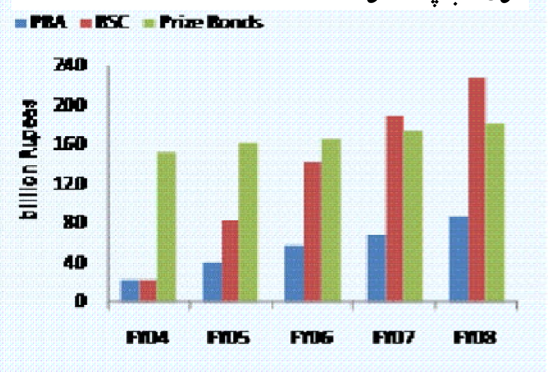

Source: Statistical Bulletin, SBP

صارفی مالکاری تناسب کے ساتھ گھریلو شعبے کی مالی حالت کا ایک اور اہم اشاریہ صارفی مالکاری جزدان کا متعدی تناسب ہے۔ صارفی مالکاری جزدان کے مجموعی قرضوں میں غیر ادا شدہ قرضوں کا (خام) تناسب، تازہ اعداد و شمار کے مطابق 5.5 فیصد ہو چکا ہے جو 2007ء میں 4.4 اور 2006ء میں 2.2 فیصد تھا۔ متعدی تناسب بڑھنے کی کئی وجوہات ہیں: (i) گھریلو شعبے کے لیے مالکاری کے اس طریقے کی بالخصوص 2003ء اور 2006ء کے درمیان مقبولیت بڑھنے سے غیر ادا شدہ قرضوں کا تشکیل پانا عین ممکن تھا کیونکہ یہ بینکوں کے لیے نیا شعبہ تھا، (ii) ملکی معاشی حالات تیزی سے خراب ہوئے جس کی وجہ سے قرض گیروں کی ادائیگی قرض کی صلاحیت ممکنہ طور پر کمزور پڑی، اور (iii) رواں شرح سود پر دیے گئے قرضوں کی لاگت شرح سود میں اضافے سے بڑھ گئی اور صارفین کے لیے اضافی بوجھ کا باعث بنی۔

1 جون 2008ء کے اختتام پر

2 اکنامک سروے آف پاکستان، وزارت خزانہ، جون 2008ء

3 پاکستان کے لیے کارکنوں کی ترسیلات مالی سال 04ء میں 3.9 ارب ڈالر سے بڑھ کر مالی سال 08ء میں 6.5 ارب ہوگئیں۔ مالی سال 08ء تک جمع شدہ کُل ترسیلات 24.6 ارب ڈالر تھیں۔

4 پاکستان کی فی کس آمدنی مالی سال 04ء کی 669 ڈالر کے مقابلے میں مالی سال 08ء کے دوران 1085 ڈالر ہوگئی۔

5 مالی سال 04ء سے 07ء تک ان اسکیموں کی واجب الادا رقوم میں اوسط نمو 86.8 فیصد تھی جو مالی سال 08ء میں کم ہو کر 22.2 فیصد رہ گئی جو نمو کی زیادہ پائیدار سطح ہے۔